Advance Social Science Archives Journal
Available Online: https://assajournal.com
Vol.2 No.4, Oct-Dec, 2024. Page No. 139-150
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

THE OBJECTIVES OF PUBLIC WELFARE IN LIGHT OF ISLAMIC TEACHINGS AND THE INTERRELATION OF ZAKAT AND CHARITY

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کفایت عامہ کے مقاصد اور زکوٰۃ وصدقات کا باہمی ربط و تعلق

Waqar Ahmed	MS Scholar Islamic Studies Department HITEC, University Taxila
	Email: Khawajawaqar77@gmail.com
Dr.Manzoor Ahmad Al-Azhari	Associate Professor Islamic Studies Department HITEC, University Taxila
	Email: mazoor.ahmad@hitecuni.edu.pk
Khawaja Zubair hafeez	MS Scholar Islamic Studies Department HITEC, University Taxila
	Email: khawajaz488@gmail.com

ABSTRACT

Islamic teachings place a strong emphasis on public welfare, advocating for a just, compassionate, and inclusive society that caters to the needs of its members. This paper examines the objectives of public welfare within the Islamic framework, particularly through the principles of zakat (obligatory almsgiving) and sadaqat (voluntary charity). Zakat, one of the Five Pillars of Islam, serves as a structured and essential means of financial redistribution, aiming to reduce poverty, mitigate wealth inequalities, and uplift economically marginalized groups. This obligation is designed not only to provide immediate relief to the poor but also to support social structures that encourage self-reliance and dignity. On the other hand, sadaqat, as voluntary charity, encourages continuous benevolence, strengthening social bonds and fostering a culture of generosity and mutual assistance within the community. Together, zakat and sadaqat operate synergistically to promote socio-economic equilibrium, social justice, and moral integrity within society. The study explores how the interplay between zakat and sadaqat contributes to fulfilling broader objectives of Islamic welfare, such as the reduction of economic disparities, empowerment of the underprivileged, and the encouragement of community responsibility. By fulfilling these objectives, Islamic welfare aims to create a society where individuals and families can thrive with dignity and stability, without fear of economic deprivation. Ultimately, zakat and sadaqat are presented as practical implementations of Islam's vision for social welfare, enhancing both individual character and collective prosperity, and laying the foundation for a sustainable, compassionate society.

Keywords: Public Welfare, Islamic Teachings, Zakat, Sadaqat, Charity, Social Justice, Wealth Redistribution, Poverty Alleviation, Economic Equality, Compassion, Community Responsibility, Sustainable Society

کفالت کا لغوی معنٰی ہے ذمہ داری یا بار اٹھانا۔ اصطلاحاً کفالت سے مراد اسلامی ریاست میں رہنے والے ہر انسان کی بنیادی ضروریات کی فراہمی اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے، اور یہ اہتمام اس حد تک ہونا چاہیے کہ اسلامی ریاست کا کوئی شہری نبیادی ضروریاتِ زندگی (غذا، لباس، مکان) سے محروم نہ رہے۔ معاشرے کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ ریاست معاشرے میں بسنے والے غرباء و مساکین لوگوں کی کفالت کا بہترین انتظام کرے جیسا کہ شریعت

مطہرہ میں لازمی وضروری قرار دیا ہے۔ان ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ریاست یا تو قومی خزانہ سے بذریعہ فنڈ کفالت کرے گی یا پھر معاشرے کے سرمایہ دار طبقے سے زکوٰۃ وصدقات وصول کر کے مستحقین کی کفالت کرے گی۔غرباء اور مسکین کی کفالت میں بہت بڑا کردار زکوٰۃ وصدقات کا بھی ہے۔زکوٰۃ اسلام کا چوتھا بنیادی اور اہم ترین رکن ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایمان اور نماز کے بیان کے بعد زکوٰۃ کو بیان فرمایا ہے۔زکوٰۃ لغتاً(پاک ہونا، بڑھنا، نشوونما پانے)کا نام ہے۔زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے جس کے ادا کرنے سے انسان کا مال میل کچیل سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔زکوٰۃ وصدقات ایک مالی عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ غرباء، مساکین اور حاجت مندوں کی کفالت کا بہترین ذریعہ ہے۔اسلامی ریاست کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ صاحب ثروت لوگوں سے زکوٰۃ وصدقات واجبہ وصول کر کے مستحقین تک ان کا حق پہنچائے کیونکہ کفالت عامہ میں زکوٰۃ وصدقات کا بنیادی ربط وتعلق ہے۔مالدار اور صاحب ثروت شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال میں سے زکوٰۃ ادا کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کیونکہ یہ مال انسان کی ملکیت نہیں ہے بلکہ درحقیقت یہ مال اللہ تعالیٰ کی ہی ملکیت وامانت ہے۔یہ احساس انسان کو لالچ، غرور وتکبر اور حسد جیسی بیماریوں سے بچا کر احکامات الٰہی کے تابع کرتا ہے۔جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

حَصِّنُوْا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكَاةِ[1]

ترجمہ:اپنے مال کو زکوٰۃ کے ذریعے بچاؤ۔

انسان کے معاشی معاملات دین کا ہی ایک حصہ ہیں۔انسان جب دولت جیسی نعمت کو احکام خداوندی کے مطابق خرچ کرتا ہے تو اللہ مومن کی اس ادا پر خوش ہو کر اس قرض کو اپنے ذمہ قرض قرار دیتا ہے اور اس کا اجر قیامت کے کئی گنا بڑھا کر ایسے شخص کو عطا فرمائے گا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ-وَ اللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ" [2]

ترجمہ:اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے تو وہ تمہارے لیے اسے کئی گنا بڑھا دے گا۔

معاشرے کے غرباء اور مساکین کی کفالت میں زکوٰۃ کا بھی بڑا اہم تعلق ہے۔معاشرے میں موجود غرباء اور مساکین اپنی بنیادی ضروریات زکوٰۃ سے ہی پورا کرتے ہیں۔جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہے اس مال کا ایک دھارا غرباء کی طرف مڑتا ہے جس سے غرباء کی معاشی حالت بہتر ہوتی ہے۔معاشرے میں دولت کی حیثیت ایسے ہی ہے جیسے ایک انسان کے جسم میں خون کی، اگر یہ خون جسم کے کسی ایک حصہ میں جمع ہو جائے تو اس وجہ سے باقی پورا جسم مفلوج ہو جانے کے ساتھ جس جگہ خون جمع ہو گا وہ بھی خراب ہو جائے گا۔اسی طرح جب مال معاشرے کے مال دار لوگوں کے پاس جمع ہو کر رہ جائے گا تو وہ اس مال کی زیادتی کی وجہ سے آخرت کو بھول کر دنیا کی عیاشی میں مبتلا ہو جائیں گے۔جبکہ معاشرے میں موجود غرباء اور مساکین احساس کمتری کا شکار ہو کر بنیادی ضروریات سے بھی محروم ہو جائیں گے اور ایسی صورت میں معاشرے میں دونوں طبقات(امیر وغریب)آپس میں اختلافات، افراتفری سے دوچار ہو جائیں گے۔اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ وصدقات کا کفالت عامہ سے بڑا گہرا ربط وتعلق ہے۔ریاست کو چاہیے کہ وہ مال دار لوگوں سے بروقت زکوٰۃ وصول کر کے مستحقین کی کفالت کرے۔جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"من أدى زكاة ماله، فقد امتثل أمر الله وعظمه، وأظهر الشفقة علي خلق الله وواساهم بماله" [3]

ترجمہ:جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے اس نے خدا کے حکم کی تعمیل کی اور اس کی تسبیح کی۔ اس نے خدا کی مخلوق کے لیے ہمدردی کا مظاہرہ کیا اور اپنی دولت سے انہیں تسلی دی۔

ایک اور مقام پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: إِذَا أَدَّيْتَ زَكَاةَ مَالِكَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ" [4]

ترجمہ:جب تو نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو تو نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

صدقاتِ واجبہ کا کفالت عامہ سے ربط وتعلق

جس طرح کفالت عامہ میں زکوٰۃ کا بنیادی تعلق وربط ہے اسی طرح صدقات واجبہ کا کفالت عامہ میں ایک خاص ربط وتعلق ہے۔صدقۃ الفطر ایک مالیاتی خدمت ہے جس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال زکوٰۃ ادا کرنے سے پہلے دیا تھا جب رمضان میں روزہ فرض ہوا تھا۔صدقہ فطر غریبوں اور

مساکین میں تقسیم کیا جاتا ہے، اسے الفطرانہ بھی کہا جاتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر مالدار یہ رقم ادا کرے تا کہ غریب اور مساکین بھی عید کی خوشیاں بانٹ سکیں۔ اس کے علاوہ صدقہ فطر روزہ دار کو فضول اور بے حیائی کے کاموں سے پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ، وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ" [5]

رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کو واجب فرمایا جو روزہ دار کو لغویات اور بیہودہ باتوں سے پاک کرنے والا ہے اور غریبوں کی غذا کے لیے ہے۔

زمین کی پیداوار کی زکوۃ جسے اشعر کہتے ہیں، صحیح لفظ ہے جو قرآن میں استعمال ہوا ہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ اس مال میں غریبوں کا حصہ بھی شامل ہے:

"وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍؕ-كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ﳲ وَ لَا تُسْرِفُوْاؕ-اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ" [6]

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے زمین پر باغات بنائے جو پھیلے ہوئے نہ پھیلے، کھجور اور دانے جن کی خوراک مختلف ہے اور زیتون اور انار (یہ سب) ایک ہی چیز میں پیدا کیا جس میں تم نہیں پاؤ گے۔ کوئی بھی جب یہ درخت پھل لائے تو اس کا پھل کھاؤ اور اس کی کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو اور اسے ضائع نہ کرو۔ بے شک وہ فضول خرچی کو پسند نہیں کرتا۔

اس مبارک آیت میں ہمیں اپنی کھیتی کا حق ادا کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ یعنی زکوۃ ملک کی تمام پیداوار ہے، خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی، خواہ ایک سال کی ہو یا اس سے پہلے ختم ہو جائے۔ علاء نے اس مبارک آیت میں فرمایا:

(اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ) میں کوئی قید نہیں لگائی۔ اگر زمینی پیداوار (گندم، چاول، کپاس اور پھل وغیرہ) بارش یا نہر کے پانی سے سیر اب کیا جاتا ہو تو ایسی پیداوار کا دسواں حصہ غرباء اور مساکین کو دیا جائے گا اور زمینی پیداوار کنویں، ٹیوب ویل کے پانی سے سیر اب کیا جاتا ہو تو ایسی زمینی پیداوار کا بیسواں حصہ غرباء اور مساکین کو دیا جائے گا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ الْعُشْرُ،وَفِيمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ" [7]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو زمین بارش اور چشمے کے پانی سے سیر اب ہوتی ہے اس کا ایک دربان ہوتا ہے اور وہ زمین جو الگ الگ پانی سے سیر اب ہوتی ہے۔ آپ کو آدھا عشر ملتا ہے۔

کفالت عامہ میں زکوٰۃ وصدقات کی حیثیت

اسلام کے معاشی واقتصادی نظام میں زکوۃ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بارہا زکوۃ ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اس کے پیچھے حکمت یہ ہے کہ ریاست سارے معاشرے کو ایسا معاشی اور اقتصادی نظام فراہم کرے جس سے ناجائز کمانے کے راستے مکمل بند ہو جائیں اور جائز اور حلال طریقے سے روزق کمانے کے راستے واضح وہموار ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے ہر مال دار شخص پر جمع شدہ مال میں سے اڑھائی فیصد زکوۃ بیت المال میں جمع کروانی ضروری ہے تاکہ ریاست اسے معاشرے کے مستحق افراد میں صرف کر سکے۔ اگر مالدار لوگ اس شرعی مقدار میں اپنے مال سے زکوۃ ادا کرتے رہے تو اس صرف مال پاک نہیں ہو گا بلکہ معاشرے سے معاشی ناہمواریاں خود بخود ختم ہو جائیں گی اور معاشرہ معاشی طور پر مظبوط ہو جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ أَدَّى زَكَاةَ مَالِهِ فَقَدْ ذَهَبَ عَنْهُ شَرُّهُ"

جس نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کر دی، اس مال کا شر اس سے جاتا رہا۔

کفالت عامہ کے لیے مربوط نظام زکوٰۃ وصدقات کی ضرورت

کفالت عامہ کے نظام کو مربوط بنانے کے لیے ریاست کو چاہیے کہ وہ معاشرے کے امراء اور سرمایہ دار طبقے سے بروقت زکوٰۃ وصدقات واجبہ وصول کر کے مستحقین زکوٰۃ تک ان کا حق پہنچائے۔ اگر ریاست امراء اور سرمایہ دار لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرنے میں سستی کرے گی تو اس کا نقصان یہ ہو گا کہ امراء اور سرمایہ دار لوگ اپنے مال پر قابض ہو جائیں گے اور دولت چند لوگوں کے درمیان سمٹ کر رہ جائے گی جس سے معاشرے میں عدمِ استحکام، بدحالی جیسے منفی اثرات کا مرتکب ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے دولت کو جمع کر کے اس پر سانپ کی طرح بیٹھ جانے جیسی منفی سوچ کو ختم کرنے کے لیے زکوٰۃ وصدقات جیسے امور کو فرض وواجب قرار دیا۔ اگر امراء مال و دولت کو جمع کرنے کے بجائے اسے معاشرے میں حلال ذرائع آمدنی کے لیے استعمال کریں گے مثلاً کوئی دکان، صنعتی کارخانہ یا کوئی فیکٹری قائم کریں تو اس سے معاشرے کا غریب طبقہ دولت مند طبقہ کے اثر سے نکل جائے گا، اور معاشرے میں ترقیاتی اور رفاہی امور کا قیام عمل میں آئے گا جس کے مثبت اثرات پورے معاشرے میں اثر انداز ہوں گے اور معاشرے کے تمام افراد اس سے مستفید ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے معاشرے کے جاگیر دار طبقات کے ہاتھ میں دولت جمع کرنے سے منع فرمایا ہے۔

"كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ" [8]

ترجمہ: تاکہ وہ دولت تمھارے مالداروں کے درمیان (ہی) گردش کرنے والی نہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ نظامِ تقسیم اس لیے فرمائی ہے تاکہ دولت مند افراد بخل و لالچ سے نکل کر دولت کو مستحقین تک پہنچائیں، اور دولت صرف مالداروں کے مابین ہی گردش نہ کرے بلکہ پورے معاشرے کے لوگوں میں گردش کرے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ يَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖؕ-وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا" [9]

ترجمہ: وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اور دوسروں سے بخل کا مطالبہ کرتے ہیں اور اللہ نے اپنی رحمت سے جو کچھ انہیں دیا ہے اسے چھپاتے ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر منصور بن محمد اپنی تفسیر القرآن میں یوں بیان فرماتے ہیں:

"قَوْله تَعَالَى: {الَّذين يَبْخلُونَ ويأمرون النَّاس بالبخل} قَالَ أهل الْعلم: الْبُخْل حَقِيقَته هُوَ منع المَال عَن حق الله تَعَالَى. وَقَالَ بَعضهم: إِذا وَضعه فِي غير مَوْضِعه فَهُوَ بخيل، وَإِن أعْطى وَأكْثر، وَإِذا وَضعه فِي مَوْضِعه فَلَيْسَ ببخيل وَإِن قل. وَعَن بَعضهم أَنه قَالَ: من أدّى زَكَاة مَاله فقد برِئ من الْبُخْل" [10]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:{ وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کا حکم دیتے ہیں} اہل علم نے کہا: بخل کی حقیقت مال کو خدا تعالیٰ کے حقوق سے روکنا ہے۔ان میں سے بعض نے کہا: اگر اس نے اسے اس کی مناسب جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ پر رکھا تو وہ بخل ہے لیکن اگر اس سے زیادہ دے اور اگر اس کو اس کی صحیح جگہ پر رکھے تو وہ بخل نہیں کرتا اگرچہ وہ تھوڑا کیوں نہ ہو۔اور ان میں سے بعض کے بارے میں آپ نے فرمایا: جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی وہ بخل سے پاک ہے۔

"عَن جَابر بن عبد الله رضي الله عنه : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : ثلاث من كن فيه فقد برئ من الشح من أدى زكاة ماله وقرى الضيف وأعطى في النوائب" [11]

ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: وہ تین طریقوں سے غربت سے آزاد ہوتا ہے: زکوٰۃ دیتا ہے، اپنے مال اور مہمانوں کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ مدد کرتا ہے اور ان مشکلات سے بچتا ہے جو وقت لاتا ہے۔

اگر کوئی شخص اپنے آپ کو صاف ستھرا اور حرص وہوس سے دور رکھنا چاہتا ہے تو وہ اپنی جائیداد سے زکوٰۃ دے کر نظام زکوٰۃ کو منظم کرنے اور اس کی اصلاح میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تُؤْخَذَ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدَّ عَلَى فُقَرَاءِ"[12]

ترجمہ: زکوٰۃ امیروں سے لی جاتی ہے اور غریبوں کو لوٹائی جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حصنوا أموالكم بالزكاة، وداووا مرضاكم بالصدقة، واستقبلوا أمواج البلاء بالدعاء والتضرع" [13]

ترجمہ: اپنے مال و دولت کو زکوٰۃ کے ذریعے محفوظ بنا لو اور اپنی بیماریوں کا علاج صدقہ کے ذریعے کرو اور مصیبت کی لہروں کا سامنا دعا اور گریہ و زاری کے ذریعے کرو۔

نظام زکوٰۃ اہم مقصدِ اسلام کے حصول کا سبب

دینِ اسلام صرف روحانیت و تصوف اور نفس کے محاسبہ پر بحث نہیں کرتا بلکہ دین کے ساتھ دنیا کے معاملات کو بھی شرعی قواعد و ضوابط کا خیال و لحاظ رکھ کر پورا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام کے مقاصد کی تکمیل کے لیے زکوٰۃ کو ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے جیسا کہ نماز ایک انسان کے روحانی تقاضوں کو پورا کرنے میں مدد دیتی ہے۔ انسان کے روح کو اطمینان و سکون دینے میں نماز کا اہم کردار ہے اور روزہ رکھنے سے انسان میں صبر و شکر اور قناعت جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں اسی طرح لوگوں کی کفالت کرنے اور ان کی مادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے زکوٰۃ کا اہم کردار ہے۔ ایک معاشرے میں اسلام کے پروان چڑھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی روحانی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی مادی ضروریات کو بھی پورا کیا جائے۔ اس سے نیکیوں اور اچھائیوں کو فروغ ملے گا اور برائیوں کا جڑ سے خاتمہ ہو گا۔

نماز کی حقیقت یہ ہے کہ اس کو ادا کرنے سے انسان محبت الٰہی میں مبتلا ہوتا ہے جبکہ زکوٰۃ کی حقیقت یہ ہے کہ اس کو ادا کرنے سے ایک انسان دوسرے انسان سے محبت و شفقت اور امداد باہمی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کی اہمیت کو دین کی اصل قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ وَ یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ" [14]

ترجمہ: اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نِرے اسی پر عقیدہ لاتے ایک طرف کے ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہ سیدھا دین ہے۔

زکوٰۃ کے بنیادی مقصد کا حصول تب ہی ممکن ہو گا جب زکوٰۃ کو ادا کرنے کا مقصد نہ تو نمود و نمائش ہو گا اور نہ غرباء و مساکین پر احسان جتانا ہو گا بلکہ اس کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا حاصل کرنا مقصود ہو۔ جیسے باقی عبادات (نماز، روزہ، حج) انسان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑتی ہیں تو اسی طرح زکوٰۃ بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے ساتھ لوگوں کے دلوں میں سے دنیا کا حرص و لالچ مٹا کر آپس میں بہترین تعلق جوڑتی ہے۔ متقی لوگوں کی یہ ایک خاص علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرتے ہوئے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے اللہ پاک نے اپنی رحمت کا وعدہ فرمار کھا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ" [15]

ترجمہ: تو میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو تقویٰ رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

اسلامی نظام کفالت کی برتری

دنیا میں بے شمار مذاہب پائے جاتے ہیں ان میں کوئی مذہب بھی ایسا نہیں جس میں بنیادی ضروریات (کھانا، لباس اور رہائش) کے مسئلے کو نظر انداز کیا گیا ہے اور نہ ہی کیا جا سکتا ہے۔ غرباء، مساکین اور مستحقین کی امداد کا حکم سب نے دیا ہے اور آج بھی دے رہے ہیں لیکن جس اہتمام سے اس مسئلے کو اسلام نے حل کرنے کا حکم دیا ہے اس کی مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی اور یہ صرف دینِ اسلام کا خاصہ ہے۔ دنیا کے باقی مذاہب میں اس مسئلہ کو عمومی طور پر اخلاقیات تک محدود رکھا ہے اگر کسی نے کسی دوسرے مستحق کی مدد کی تو ٹھیک اگر نہ کی تو بھی ٹھیک۔ مگر اسلام کی یہ انفرادیت ہے کہ اِس نے جو زندگی بسر کرنے کا جو نظام دیا اس میں نماز جیسی اہم عبادت کے بعد زکوٰۃ کی صورت میں حل کیا ہے، کہ مال دار شخص سے مال وصول کر کے محروم اور حاجت مند طبقات میں تقسیم کی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ" [16]

ترجمہ: اور جن کو ہم نے زمین میں حکومت دی ہے وہ نماز پڑھیں گے، زکوۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔

اسلامی حکومت کے پہلے دور میں جب اسلام کا مکمل غلبہ تھا، نماز اور زکوۃ کا نظام دیگر قوانین وضوابط کے ساتھ اسلامی حکومت کے قیام کا ضامن تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موز بن جبار کو یمن کا گورنر مقرر کیا تو آپ کو درج ذیل فرائض سونپے گئے:

"ادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ"[17]

ترجمہ: ان سے کہو کہ وہ آزمائیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں اللہ کا (حقیقی آخری) رسول ہوں۔ پھر اگر وہ آپ کی بات مان لیں تو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پھر جب یہ لوگ آپ کی بات مان لیں تو ان سے کہو کہ اللہ نے زکوۃ فرض کی ہے تاکہ ان کا مال امیر اور غریب پر خرچ ہو۔

زکوۃ کیا ہے؟

زکوۃ کوئی ایسی خیرات نہیں کہ انسان جب چاہے جسے چاہے جتنا چاہے عطا کر دے۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ایک خاص مال پر خاص مقدار میں فرض کی ہے جسے حکومت وصول کر کے مستحقین کی کفالت قانوناً پورا کرے گی۔ یہاں حاجت مندوں کو امراء کے گھروں کے چکر نہیں لگانے پڑیں گے اور نہ ہی چند روپے کے پیچھے قطاروں میں کھڑا رہ کر خوار ہونا پڑے گا بلکہ ہر حاجت مند کی ضرورت کو باعزت طریقے سے پورا کیا جائے گا۔ جیسے ایک ڈیوٹی یا جاب کرنے والا شخص اپنی تنخواہ لینے میں عار محسوس نہیں کرتا اسی طرح حاجت مند کو اپنا حق لینے میں احساس کمتری نہیں ہوگی۔ اس میں کسی کا دوسرے پر احسان نہیں بلکہ زکوۃ ادا کرنے والا دوسرے کو اس کا حق دے رہا ہوتا ہے اور لینے والا اپنا حق لے رہا ہوتا ہے۔ زکوۃ لینے والا اللہ تعالیٰ کا احسان اٹھاتا ہے اور دینے والا اپنے رب سے صلہ وستائش کا طالب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا"[18]

ہم تم کو صرف اللہ کی رضا کے لئے کھلاتے ہیں، نہ تم سے کسی بدلہ کے خواہاں ہیں، نہ شکریہ کے۔

زکوۃ وصدقات کی ادائیگی کے ثمرات

زکوۃ وصدقات ادا کرنے سے ایک تو حکم شرعی پورا ہوتا ہے جس کا اجر اللہ تعالیٰ آخرت میں عطا کرے گا، ایسے ہی اس کے ادا کرنے کے اور بھی فوائد و ثمرات ہیں۔ صدقہ فطر ادا کرنے سے روزے کی حالت میں ہونے والی بیہودہ اور فحش کلام اور کوتاہیوں سے روزے پاک ہو جاتے ہیں، اور غرباء اور مسکین کی کفالت کا بہترین ذریعہ ہے. ہر سال زکوۃ دینے والے ایمان کا ذائقہ چکھتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن معاویہ الغزالی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل وعیال فرماتے ہیں:

"عن ابن عباسٍ قال: فرض رسولُ الله صلَّى الله عليه وسلم : زكاةَ الفِطْرِ طُهْرةً للصَائم مِن اللغو والرَّفثِ وطُعْمةً للمساكِين، مَنْ أدَّاها قبلَ الصَّلاة، فهي زكاةٌ مقبولةٌ، ومن أدَّاها بعدَ الصَّلاة، فهي صَدَقةٌ من الصَّدقات"[19]

ترجمہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار پر صدقہ فطر فرض کیا تاکہ لغو باتوں سے پاک ہو جائے۔ فحش گفتگو اور غریبوں کو کھانا کھلانا۔ یہ نماز سے پہلے ایک مقبول زکوۃ ہے اور اگر نماز کے بعد ادا کی جائے تو یہ صدقہ ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَلصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ"

صدقہ گناہ کو اس طرح بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

"قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ فَقَدْ طَعِمَ طَعْمَ الْإِيمَانِ: مَنْ عَبَدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَأَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَعْطَى زَكَاةَ مَالِهِ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ، رَافِدَةً عَلَيْهِ كُلَّ عَامٍ"[20]

جو شخص تین کام کرتا ہے اس نے یقیناً ایمان کا ذائقہ چکھ لیا: وہ جو صرف اللہ کی عبادت کرتا ہے اور جانتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہر سال خوشی، رضامندی اور تعاون کے ساتھ زکوۃ ادا کرتا ہے۔

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ "[21]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی صدقہ مال کو کم نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو معاف کرنے کے لیے اس میں اضافہ نہیں کرتا۔ وہ اپنے آپ کو خدا کے سامنے عاجزی نہیں کرتا سوائے اس کے جلال کے، لیکن ایسا نہیں ہے کہ اگر آپ اسے نہیں دیں گے تو خدا ایسا نہیں کرے گا۔ میری درجہ بندی بہت زیادہ ہے۔

صدقہ غریبوں کی مدد کا بہترین ذریعہ ہے۔ احادیث مبارکہ میں صدقہ کے بہت سے فوائد اور ثمرات بیان ہوئے ہیں۔ ایمانداری خدا کے غضب کو پورا کرنے اور زندگی میں ہونے والی زیادتیوں پر قابو پانے کا بہترین طریقہ ہے۔

"إِنَّ صَدَقَةَ السِّرِّ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ، وَإِنَّ صَنَائِعَ الْمَعْرُوفِ تَقِي مَصَارِعَ السَّوْءِ، وَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ تَزِيدُ فِي الْعُمُرِ"[22]

ترجمہ: بے شک پوشیدہ رحمت اللہ کے غضب کو بجھا دیتی ہے اور نیکیاں برائیوں سے بچاتی ہیں اور رحمت عمر کو دراز کرتی ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الصَّدَقَةُ تَسُدُّ سَبْعِينَ بَابًا مِنَ الشَّرِّ [23]

ترجمہ: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صدقہ شر اور برائی کے ستر دروازے بند کر دیتا ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ عَنْ أَهْلِهَا حَرَّ الْقُبُورِ، وَإِنَّمَا يَسْتَظِلُّ الْمُؤْمِنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي ظِلِّ صَدَقَتِهِ" [24]

ترجمہ: رحمت قبر میں لوگوں کی گرمی چھین لیتی ہے اور مومن قیامت کے دن اپنی رحمت کے سائے میں کھڑا ہو گا۔

اللہ فرماتا ہے:

"وَمن يُوقَ شح نَفسه فَأُولَئِك هم المفلحون"[25]

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی کی اس شان کو یوں نقل کیا ہے:

"عَن عَليّ بن أبي طَالب قَالَ: من أدّى زَكَاة مَاله فقد وقِي شح نَفسه" [26]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی وہ غربت سے محفوظ رہا۔

اس مبارک آیت سے واضح ہوتا ہے کہ جو شخص اپنے نفس کو مال کی خواہش سے پاک کرنا چاہتا ہے یا اپنے مال کو نقصان سے بچانا چاہتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے۔ جب انسان لالچ سے آزاد ہو جاتا ہے تو اس کے لیے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل آسان ہو جاتی ہے، اس کے برعکس جب کوئی شخص لالچی ہو کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے روگردانی کرتا ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی اور اپنے مال کی حفاظت کے لیے انہیں غریبوں اور مسکینوں کا قانون سکھائیں۔

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ صدقہ دینے کے بہت سے فائدے اور پھل ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اور قربت لاتا ہے اور زندگی میں برکت اور سکون کا ذریعہ ہے۔ نہ صرف مصائب و آلام سے بچا جائے گا بلکہ قبروں میں موجود لوگوں کو رحمت کی نعمت سے نوازا جائے گا۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کفالتِ عامہ کے مقاصد

اسلام جو کفالتِ عامہ کا نظام قائم کرتا ہے اس کے چند نمایاں مقاصد ذیل میں بیان کیے جارہے ہیں۔

حاجت مندوں کی حاجت روائی

اسلامی نظام غریبوں کی تعلیم کے لیے ایسا نظام فراہم کرتا ہے کہ معاشرہ کا کوئی فرد معیشت سے خارج نہیں ہوتا اور سب کی بنیادی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ اسلامی نظام زندگی میں یہ بات ناقابل قبول ہے کہ اسلامی ممالک میں رہنے والے شہریوں کے پاس دو وقت کا پیٹ ٹھنڈا کرنے کے لیے، پہننے کے لیے کپڑے اور رہنے کے لیے مکان نہ ہو، وہ خیانت کا شکار ہو کر پورے معاشرے کا امن تباہ کر سکتے ہیں۔ یا آپ ناامید اور ناامید ہو کر قانون کا انکار کرتے ہیں۔ اسلام میں ایسا کوئی نظام نہیں جس میں غریب بھوک اور افلاس میں زندگی بسر کرے۔

اسلام ہر ایک کو اپنی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنی استطاعت کے مطابق خوراک کی تلاش کرنی چاہیے۔

"فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ" [27]

ترجمہ: پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

نبی کریم ﷺ نے رزقِ حلال کمانے کے متعلق ارشاد فرمایا:

طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ [28]

ترجمہ: (اللہ کی عبادت کے بعد) حلال رزق مانگنا سب سے بڑا فرض ہے۔

اسلام حلال خوراک کا بہترین نظام پیش کرتا ہے جو دنیا میں کہیں نہیں ملتا۔ اسلام ایک غریب کو لکڑی کاٹنے کے لیے کلہاڑی اور رسی دیتا ہے اور اسے جنگل میں لکڑیاں کاٹ کر بیچنے کا حکم دیتا ہے تاکہ وہ چوری، ڈاکہ زنی اور بھیک مانگنے جیسے گھناؤنے کاموں سے بچ سکے اور اپنی ذاتی ہمت پیدا کر سکے۔ محنت سے روزی کمانے کو کہیں۔ اسلامی نظام امیر لوگوں سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ غریبوں اور محتاجوں کا خیال رکھیں اور ان گرے ہوئے لوگوں کو اپنے ساتھ جوڑیں۔ اسلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس بات کو یقینی بنانے کی ذمہ داری سونپی ہے کہ خلافت کے دوران رائع میں کوئی بھوکا نہ مرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم سے اس قدر باخبر تھے کہ راتوں کو جاگ کر اپنی رعایا کو خبریں سنائیں اور سامان کندھوں پر اٹھا کر غریبوں اور مسکینوں کے گھروں تک پہنچایا۔

اکتناز اور احتکار دولت کا خاتمہ

اسلام ذخیرہ اندوزی سے منع کرتا ہے کیونکہ اس سے غریبوں کے حقوق تلف ہوتے ہیں۔ اسلام معاشرے کے امیر لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنی جائیداد میں سے کچھ خدا کے نام پر عطیہ کریں۔ خدا فرماتا ہے:

"وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ۔ الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ۔ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ" [29]

ترجمہ: برا ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ سے برا کہے اور ان کی پیٹھ پیچھے برائی کرے۔ اس نے دولت میں اضافہ کیا اور اس کا حساب رکھا۔ اسے یقین ہے کہ اس کی دولت اس کے لیے (دنیا میں) ہمیشہ رہے گی۔

اَلَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ: وہ شخص جس نے دولت جمع کی اور شمار کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ دولت کا جمع کرنا اور ذخیرہ اندوزی ان لوگوں کی فطرت میں سے ایک برائی ہے جو سطحی طور پر الزام تراشی کرتے ہیں اور پردے کے پیچھے برائی کرتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں بہت سے امیر لوگ ہیں جو اس بیماری کا شکار ہیں۔ یہ قانونی نہیں ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ دولت اس دنیا میں ہمیشہ ان کے ساتھ رہے گی، وہ دولت جمع کرتے ہیں، لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے، بلکہ اللہ جب چاہے اسے تباہ کر سکتا ہے۔

مال جمع کرنے کی صورتیں

بعض صورتوں میں، جمع اور گنتی غلط ہے۔

1. ممنوع ذرائع سے مال جمع کرنا۔

2: جمع شدہ مال سے شرعی حقوق ادا نہ کیے جائیں۔

3: مال جمع کرنے میں اتنا مصروف ہو جاؤ کہ اللہ کو بھول جاؤ۔

4: اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے بجائے صرف دولت کو آفات کے خاتمے کا ذریعہ سمجھنا چاہیے۔ [30]

ابوذر غفاری جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں، نے فرمایا کہ ضرورت سے زیادہ مال جمع کرنا حرام ہے۔

"كَانَ مِنْ مَذْهَبِ أَبِي ذَرٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، تَحْرِيمُ ادِّخَارِ مَا زَادَ عَلَى نَفَقَةِ الْعِيَالِ، وَكَانَ يُفْتِي بِذَلِكَ، وَيَحُثُّهُمْ عَلَيْهِ، وَيَأْمُرُهُمْ بِهِ" [31]

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ تھا کہ اہل وعیال کے نفقہ سے زائد دولت جمع کرنا قطعاً حرام ہے وہ اسی کا فتویٰ دیتے ہیں اسی کی تبلیغ کرتے اور سب کو اسی کا حکم دیتے۔

اسلام اکتناز دولت اور احتکاز ضروریات دونوں کے خلاف ہے۔ اسلامی تعلیمات نے اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ مال و دولت صرف امراء کے درمیان گردش کرتی رہے اور غرباء اپنی بنیادی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہو کیونکہ اس کا نقصان یہ ہو گا کہ اس سے معاشرے کے فقراء کی معاشی حالت سکڑ کر رہ جائے گی۔ اگر دولت عام لوگوں کے مابین گردش کرتی رہے جو اسلام کے نظامِ کفالت عامہ کا مدعا بھی ہے تو لوگ اپنی ضروریاتِ زندگی خریدنے کے لیے زیادہ سے زیادہ پیسے خرچ کریں گے جس کا ثمرہ یہ ہو گا کہ اشیاء کی خرید اور فروخت بڑھے گی، کاروبار میں اضافہ ہو گا اور روزگار کی سطح بلند ہو گی اور معاشرے میں سے غربت وافلاس کا خاتمہ ہو گا۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔

لَا يحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ [32]

ترجمہ: احتکار دولت خطا کار ہی کا کام ہے۔

وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ [33]

ترجمہ: اور احتکار کرنے والا ملعون ہے۔

درج بالا سطور کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام میں ضرورت سے زائد مال جمع کرنا صحیح نہیں بلکہ اس کا ضرورت مند تک پہنچانا ضروری ہے۔

دولت کے غیر فطرتی تفاوت کا خاتمہ

اسلام کے نظامِ کفالت کا ایک اہم مقصد دولت کے غیر فطرتی تفاوت کو ختم کرنا ہے۔ اسلام کے کفالت عامہ کا نظام یہ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ ایک طرف دولت کی کثرت ہو اور مال فضولیات اور دنیا کی عیاشی میں خرچ ہو رہا ہو اور دوسری طرف ایسے لوگ ہوں جو نادار اور پریشان حال ہوں اور ان کا یہ حال اُنہیں کہیں اسلام سے متنفر کر کے مخالف سمت یعنی کفر کی طرف نہ لے جائے۔ جس معاشرے میں اس طرح کی غیر منصفانہ مالی تقسیم اور اُونچ نیچ ہو تو اس معاشرے کے افراد کسی اور نظامِ حیات کے پیروکار تو ہو سکتے ہیں دینِ اسلام کے نہیں۔ نبی کریم ﷺ کے فرمان سے زکوٰۃ وصدقات کی فرضیت کا مقصد یہی سمجھ آتا ہے کہ معاشرے میں دولت کے تفاوت کو ختم یا کم کرنے میں زکوٰۃ وصدقات کا اہم کردار ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تُؤْخَذَ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدَّ عَلَى فُقَرَاءِ[34]

ترجمہ: زکوۃ ان کے امیروں سے لی جائے گی اور ان کے غریبوں پر لوٹادی جائے گی۔

حضرت منذر بن جریر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم صبح سویرے نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوئے جن کے پاؤں ننگے تھے اور وہ لوگ کھانے یا پہننے کی تلاش میں تھے آپ ﷺ جب ان لوگوں کا حال دیکھا تو آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا:

"تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارِهِ، مِنْ دِرْهَمِهِ، مِنْ ثَوْبِهِ، مِنْ صَاعِ بُرِّهِ، مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ - حَتَّى قَالَ - وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا، بَلْ قَدْ عَجَزَتْ، قَالَ: ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ، حَتَّى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَثِيَابٍ، حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ، كانهُ مُذْهَبَةٌ "[35]

ترجمہ: کوئی صدقہ کرے دینار میں سے، درھم میں سے، کپڑے میں سے، ایک صاع گندم میں سے، کھجور میں سے۔ یہاں تک کہ راوی فرماتے ہیں اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو راوی فرماتے ہیں انصار میں سے ایک شخص ہتھیلی میں کچھ لے کر آیا راوی فرماتے ہیں پھر لوگ آتے گئے یہاں تک کہ میں نے کھانے اور کپڑے کے دو بڑے ڈھیر دیکھے۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ گویا آپ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک اُٹھا۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ - أَوْ قَالَ: لِجَارِهِ - مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ" [36]

ترجمہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرے یا فرمایا: اپنے پڑوسی کے لیے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

کفالت عامہ میں نمایاں کردار ادا کرنے میں سے ایک نام حضرت اسماء بنت ابی بکر کا ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے متعلق آتا ہے کہ آپ سخاوت و فیاضی میں نمایاں مقام رکھتی ہیں تھیں۔ آپ اپنے اہل و عیال میں ہمیشہ یہ نصیحت فرماتیں کہ اپنا مال جمع کرنے کے لیے نہیں ہوتا بلکہ دوسروں کی مدد کے لیے ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"أنفقن وتصدقن ولا تنتظرن الفضل فإنكن إن انتظرتن الفضل لم تفضلن شيئا وإن تصدقتن لم تجدن فقده" [37]

خرچ کرو اور صدقہ کیا کرو اور خوشحالی کا انتظار نہ کرو۔ اگر تم خوشحالی کا انتظار کرتے رہو گے تو خوشحالی نہیں آئے گی۔ اگر تم خرچ کرو گے تو مال کبھی ختم نہیں ہو گا۔

یہ تمام اسلامی احکامات اس غیر فطرتی تفاوت کو مٹانے کے لیے ہیں۔ اسلام اس طرح کے تفاوت کو انتہائی قبیح سمجھتا ہے کیونکہ اس کے اثرات سے معاشرے میں حسد، کینہ، سنگ دلی اور دیگر منفی اثرات پیدا ہوتے ہیں جو معاشرے کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔ معاشرے میں اتنا تفاوت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حاجت مندوں کو چوری، ڈاکہ زنی یا لوگوں کا مال غصب کرنے پر مجبور کرنا ہے۔ یہ تمام ایسے عوامل ہیں جو معاشرے میں بسنے والے افراد کو پستی کی طرف لے جاتے ہیں اور اسلام ایسے نظام کفالت سے بالکل پاک ہے۔ اسلام ایسے منفی اور غیر فطرتی تفاوت کو ختم کر کے دولت کی منصفانہ تقسیم کرنا چاہتا ہے۔

انسان کی عزت نفس اور تکریم ذات

اسلام نے کفالت عامہ کے نظام میں انسان کی عزت نفس اور تکریم ذات کا ہر لحاظ سے خیال و لحاظ رکھا ہے۔ اسلام نے انسان کے سر پر جو عزت و تکریم کا تاج رکھا ہے اسے اسلام کسی بھی صورت میں رسوا نہیں کرنا چاہتا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْۤ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا" [38]

ترجمہ: اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور انہیں خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزوں سے رزق دیا اور انہیں اپنی بہت سی مخلوق پر بہت سی برتری دی۔

اس عزت نفس کی حفاظت کے لیے اسلام نے بھیک مانگنے اور گداگری جیسے مذموم افعال کو حرام قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لَا یَسْــٴَـلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًاؕ" [39]

ترجمہ: وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا ہے مگر درس پوری امت کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی عزت نفس کو مجروح ہونے سے بچانے کے لیے بہترین انداز میں درس دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ﳔ لِنَفْتِنَهُمْ فِیْهِؕ-وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰى" [40]

ترجمہ: اور اے سننے والے! ہم نے مخلوق کے مختلف گروہوں کو دنیا کی زندگی کی جو تروتازگی فائدہ اٹھانے کیلئے دی ہے تاکہ ہم انہیں اس بارے میں آزمائیں تو اس کی طرف تو اپنی آنکھیں نہ پھیلا اور تیرے رب کا رزق سب سے اچھا اور سب سے زیادہ باقی رہنے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں بظاہر خطاب نبی کریم ﷺ کو ہے لیکن اس سے مراد آپ کی امت ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے جو دنیا کی زندگی دی ہے تو انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے رزقِ حلال کمائے اور لوگوں کی طرف نہ دیکھے کیونکہ سب سے بہترین رزق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو عطا کرتا ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام امیر کو امیر تر کر دیتا ہے جبکہ غریب کو احساس کمتری اور ذہنی و جسمانی غلامی میں مبتلا کر دیتا ہے، اور یہ نظام لوگوں کو دھوکہ دے کر سب کچھ چھین لیتا ہے جبکہ اسلام حاجت مند اور بے سہارا لوگوں کی عزت نفس کا اتنا خیال و لحاظ رکھنے کا درس دیتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان اپنے کسی فقیر کی مدد کرنا چاہے تو وہ دائیں ہاتھ سے عطا کرے اور بائیں کو خبر تک نہ ہو۔

یہاں اگر کوئی سوشلزم ذہن رکھنے والا سوال کرے کہ اسلام تو اپنے غرباء کو میٹھی کہانیاں سنا کر سُلا دیتا ہے تو اسے ہم جواباً کہیں گے کہ اسلام کا غرباء کو صرف میٹھی نیند سلانا اس ماں کی طرح ہے جو اپنے بچے کو دودھ پلا کر چھوڑ نہیں دیتی بلکہ اسے لوری دے کر میٹھی نیند سُلانے کی فکر بھی کرتی ہے۔ یہی نقطہ ہے جسے سوشلزم سوچ رکھنے والے نہیں سمجھتے کہ اسلام صرف مساکین کی حاجات کو پورا نہیں کرتا بلکہ انہیں عزت وچین کی نیند بھی دیتا ہے۔

اسلام مالدار کو یہ سوچ وفکر عطا کرتا ہے کہ جو کچھ تم اِن بے آسراء لوگوں کو دے رہے ہو یہ ان پر کوئی احسان نہیں بلکہ یہ تو ان کا حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمھارے مال میں رکھا ہے۔ یہی وہ نظریہ ہے جو سرمایہ دارانہ نظام، سوشلزم اور اسلام کے نظام کفالت میں واضح فرق قائم کرتا ہے۔ درج بالا ابحاث سے غرباء ومساکین کی عزت وعظمت کا پتہ چلتا ہے کہ اسلام نے اس کا کتنا احساس وخیال رکھا ہے۔

صالح معاشرے کی تعمیر

کفالت عامہ کے نظام کے تحت ایک ایسا صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے جو باہمی اتفاق و اتحاد کے اصولوں پر قائم ہوتا ہے۔ جس میں ہر فرد کی بنیادی ضروریات باعزت طور پر پوری ہوتی ہیں۔ ایسے صالح معاشرے کا غریب ہرگز اس کوشش میں نہیں رہتا کہ وہ امیر کی جڑ کاٹ لے اور نہ ہی امیر کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ مساکین کا حق کھا کر پلتا رہے۔ اسلام کفالتِ عامہ کا ایسا نظام معاشرے میں تشکیل دیتا ہے جس میں ایسے امیر کے رہنے کا کوئی حق نہیں جو شرعی حقوق ادا کیے بغیر مال کو جمع کرے اور نہ ہی ایسے لوگوں کو رہنے کی اجازت دیتا ہے جو صحت مند ہونے کے باوجود لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلا کر گداگری کو پیشہ بنالیں، ایسا شخص اسلام میں مجرم ہے جو لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلا کر اپنا پیٹ پالتا ہے۔

یہ صالح معاشرہ سرمایہ دارانہ نظام کے تحت ہونے والے برے نتائج سے پاک وصاف ہے۔ یہ معاشرہ اپنی بنیاد اخوت ومحبت اور خیر سگالی کے جزبات پر ڈالتا ہے اور چوری، دھوکہ دہی، پیشہ ورانہ بھیک مانگنے جیسی بری حباثتوں کو جڑ سے ختم کرنے میں مدد کرتا ہے۔ اسلام میں کفالت عامہ کا نظام معاشرے کو بنیادی ضروریات فراہم کرکے اللہ تعالیٰ کی خاطر جینا اور مرنا سکھاتا ہے۔ مصنوعی اتار چڑھاؤ اور ظلم وجبر کا خاتمہ کرکے دولت کی منصفانہ تقسیم اور دولت کے گردش کرنے کے ساتھ ساتھ حاجت روائی اور خیر خواہی کے جزبات پروان چڑھاتا ہے۔ اسلام کے اس قسم کے نظام قائم کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک طرف مالدار شخص کے مال کا تحفظ ہوتا رہے گا اور دوسری طرف مساکین کی حاجات روائی ہوتی رہے گی۔

حوالہ جات

[1]: طبرانی، سلیمان بن أحمد بن أیوب (المتوفی: 360ھ)، المعجم الأوسط، دار الحرمین–القاهرة، ج2، ص274

[2]: القرآن، سورۃ التغابن، آیت نمبر17

[3]: شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي (743ھ)، شرح الطيبي على مشكاة المصابيح المسمى، مكتبة نزار مصطفى الباز (مكة المكرمة - الرياض)، الطبعة الأولى 1417ھ، ج5، ص1527

[4]: ابنِ خزیمہ، أبو بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة بن المغيرة، صحيحُ ابن خُزيمة، (المتوفى: 311ھ)، المكتب الإسلامي، الطبعة الثالثة، 1424ھ، ج2، ص1183

[5]: دار قطنی، علي بن عمر أبو الحسن الدارقطني البغدادي، سنن الدارقطني، دار المعرفة - بيروت، 1386ھ، ج2، ص138

[6]: القرآن، سورۃ الانعام، آیت 141

[7]: ابن ماجہ، ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجہ، (المتوفى: 273ھ)، دار إحياء الكتب العربية، ج1، ص580

[8]: القرآن، سورۃ الحشر، آیت 7

[9]: القرآن، سورۃ النساء، آیت 37

[10]: أبو المظفر، منصور بن محمد بن عبد الجبار، (المتوفى: 489ھ)، تفسير القرآن، دار الوطن، الرياض – السعودية، الطبعة الأولى، 1418ھ، ج5، ص377

[11]: سیوطی، جلال الدين السيوطي، الدر المنثور في التفسير بالمأثور، مركز هجر للبحوث القاهرة، الطبعة الأولى 1424ھ، ج14، ص372

[12]: بیہقی، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي (المتوفى: 458ھ)، معرفة السنن والآثار، جامعة الدراسات الإسلامية، دار قتيبة (دمشق - بيروت)، الطبعة الأولى، 1412، ج6، ص158

[13]: علي علي صبح، التصوير النبوي للقيم الخلقية والتشريعية في الحديث الشريف، المكتبة الأزهرية للتراث، الطبعة الأولى: 1423ھ، ج1، 161

[14]: القران، سورۃ البینہ، آیت 5

[15]: القران، سورۃ الاعراف، آیت 156

[16]: القران، سورۃ الحج، آیت 41

[17]: بخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي، صحيح البخاري، دار طوق النجاة الطبعة الأولى، 1422ھ، ج2، ص104

[18]: القرآن، سورۃ الدھر، آیت 9

[19]: ابی داؤد، أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق، سنن أبي داود، دار الرسالة العالمية، الطبعة الأولى 1430ھ، ج3، ص54

[20]: ایضاً، دار الكتاب العربي. بيروت، ج2، ص15

[21]: ابن خزیمہ، أبو بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة بن المغيرة بن صالح، صحيحُ ابن خُزَيمة، المكتب الإسلامي الطبعة الثالثة، 1424ھ، ج2، ص1168

[22]: طبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب، (المتوفى: 360ھ)، المعجم الأوسط، دار الحرمين–القاهرة، ج1، ص289

[23]: ابن شاهين، أبو حفص عمر بن أحمد بن عثمان (المتوفى: 385ھ) الترغيب في فضائل الأعمال وثواب ذلك، دار الكتب العلمية، بيروت–لبنان، الطبعة الأولى، 1424ھ، ج1، ص115

[24]: طبراني، أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني، المعجم الكبير، دار إحياء التراث العربي، الطبعة الثانية 1983ھ، ج17، ص286

[25]: القرآن، سورۃ التغابن، آیت 16

[26]: سیوطی، عبد الرحمن بن أبي بكر جلال الدين السيوطي، الدر المنثور (المتوفى: 911ھ)، دار الفكر–بيروت، ج8، ص108

[27]: القرآن، سورۃ الجمعہ، آیت 10

[28]: بیھقي، أحمد بن الحسين بن علي (المتوفى: 458ھ)، السنن الكبرى، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثالثة، 1424ھ، ج6، ص211

[29]: القرآن، سورۃ الھمزہ، آیت 1 تا 3

[30]: ابو الصالح محمد قاسم القادری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، مکتبۃ المدینہ کراچی، ج10، ص824

[31]: ابن كثير، إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (المتوفى: 774 ھ)، تفسير القرآن العظيم، دار الفكر، الطبعة الطبعة الجديدة 1414ھ، ج2، ص429

[32]: ابن ماجة، أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني (المتوفى: 273ھ)، سنن ابن ماجه، دار الرسالة العالمية، الطبعة الأولى، 1430ھ، ج3، ص382

[33]: ایضاً ص282

[34]: بیھقی، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي (المتوفى: 458ھ)، معرفة السنن والآثار، دار قتيبة (دمشق-بيروت)، الطبعة الأولى، 1412، ج6، ص158

[35]: مسلم، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261ھ)، صحيح مسلم، دار إحياء التراث العربي–بيروت، ج2، ص704

[36]: ایضاً ج1، ص167

[37]: ابن عساکر، علي بن الحسن بن هبة الله، (المتوفى: 571ھ)، تاريخ دمشق، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع 1415ھ، ج69، ص18

[38]: القرآن، سورۃ بنی اسرائیل، آیت 70

[39]: القرآن، سورۃ البقرہ، آیت 273

[40]: القرآن، سورۃ طٰہٰ، آیت 131